AL-AASAR Journal Vol. 2, No. 1 (2025)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

مولانا الطاف حسین حالیؒ کے عربی خطوط کے اردو تراجم کا جائزہ اور عصری رہنمائی

Maulana Altaf Hussain Hali's Arabic Letters A Review and Contemporary Guidance on Urdu Translations

Salma Siddique
Visiting Lecturer, University of Okara, Okara

Mufti Mudssar Latif Asri,
Lecturer, Sheikh-ul-Hadith, Jamia Abi Hurayrah, Lahore Road, Buraywala

Asima Khalid
Visiting Lecturer, University of Okara, Okara

Abstract:
Maulana Altaf Hussain Hali was a renowned poet, prose writer and writer of Urdu language and literature. Along with Urdu, he was proficient in Arabic and Persian languages. These seven letters of his are a fine example of Arabic prose. They use fluent Arabic language, however, many errors of writing have come to light in them, which have been corrected as much as possible, however, these errors have not been pointed out so that the continuity of these letters is not affected. The translation of these letters has not been faithful to the words, but the meaning has been presented in a concise manner. For example, surah Yousaf: 88 the translation of the verse in the first letter is as follows: “We have been besieged by calamities from all sides, so help us. And fill our empty cups.” Although this is not a translation of the verse but a claim, the translation of the verse is as follows: “O my beloved! We and our families have been afflicted and we have brought a small fortune, so give us full measure and give us charity. Indeed, Allah rewards those who give charity.” The translation of the supplications at the beginning and end of these books has also been omitted, or they have been mentioned explicitly in the translation (without the Urdu translation).

مولانا الطاف حسین حالی عربی، اردو اور فارسی زبان و ادب کے مایہ ناز شاعر، نثر نگار اور ادیب تھے۔ ان کا پورا نام خواجہ الطاف حسین حالی ہے، آپ کو حکومت انگلستان کی طرف سے شمس العلماء کا خطاب ملا۔[۱]

مولانا حالی ۱۲۵۳ھ (۱۸۳۷ء) کو پانی پت میں پیدا ہوئے، پانی پت شاہ جہان آباد کے شمال میں ۲۳ میل کے فاصلے پر ایک قدیم بستی ہے۔[۲] پانی پت (ضلع کرنال) دہلی سے شمال کی جانب تقریباً ۵۳ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔[۳]

آپ کی وفات ۳۱ دسمبر ۱۹۱۴ء کی رات کو قرآن مجید اور دعائیں سنتے ہوئے واقع ہوئی۔[۴]
مولانا حالی نے اپنی نظم ونثر کے ذریعے لوگوں کی اصلاح کا بیڑہ اٹھایا، ان کی شاعری اور تحریریں شریعت، اخلاق، انسانی ہمدردی اور انسانی مساوات کی عکاس ہیں۔ جس جس نے حالی کا مطالعہ کیا وہ زبانِ حال اور قال سے پکار اٹھا ؂

بہت جی خوش ہوا حالؔی سے مل کر
ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں[۵]

حالی نے نظم کے ساتھ ساتھ نثر میں بھی نام پیدا کیا، تریاقِ مسموم، عمادالدین (مولود شریف)، مجالس النساء، شواھدالالھام، الدین یسر، حیاتِ جاوید، حیاتِ سعدی، یادگارِ غالب اور تاریخِ محمدی پر منصفانہ رائے وغیرہ کئی کتب تصنیف کیں۔

مولانا حالی عربی زبان میں بھی مہارت رکھتے تھے، انھوں نے ایک کتاب کو عربی سے اردو میں منتقل کیا، جس کا نام طبقات الارض ہے۔ جامعہ پنجاب لاہور کی طرف سے اس کتاب کو شائع کیا گیا۔[۶]

آپ کی نثر نگاری میں مکتوبات کی ایک کثیر تعداد شامل ہے، آپ کے خطوط کو خواجہ سجاد حسین نے ''مکتوبات'' کے نام سے مرتب کیا، بابائے اردو مولوی عبدالحق نے اس پر مقدمہ تحریر کیا، یہ مجموعہ پانی پت سے ۱۹۲۵ء میں شائع ہوا، اس کے بعد مولانا حالی کے باقی مکتوبات کو شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے جمع کیا اور انھیں ''مکاتیبِ حالی'' کے نام سے طبع کروایا۔[۷]

۱۳۳۲ھ میں ایک کتاب ضمیمہ اردو کلیات حالی کے نام سے طبع ہوئی، یہ کتاب مولانا حالی کے عربی اور فارسی مقالات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں مولانا کے عربی زبان میں لکھے ہوئے خطوط بھی ہیں، جن سے ان کی عربی مکتوب نگاری کے اسالیب کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، ان عربی مکتوبات کی تعداد سات ہے، ذیل ان مکاتیب کی تفصیل پیش کی جاتی ہے:

مکتوب (۱)[۸]

محررہ: ۱۸٦٦ء[۹]

بنام حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ[۱۰]

هـذه نبـذ كـلـمـات عـديـدة وعدة ابيات غير سديدة يتوسل بها العبد الذليل الصفر اليدين الـملتزم بالشر و الشين المتشبت بالطاف حسين كان الله له ولوالديه فى النشاتين الى المولى الجليل والشيـخ الـنبيـل مـالك ازمة الاستـكـمـال والتـكميل الهادى الى سواء السبيل قدوة السالكين زبدة الـعـارفيـن رأس الـفـقـهاء والمحدثين قطب الملة والارشاد قبلة الابدال والاوتاد صدر الشريعة الغراء

عـمادا الملة البيضاء ومظهر الانابة و الاجتباء وجه العلمآء الأعلام مجاور حرم خير الانام وارث علم النبی مولانا و مرشدنا شاه عبدالغنی المجددی النقشبندی الهندی المدنی لا زال ظل فيضه ممدودا وقرع بابه مقصودا سمعت یامولانا أن اعرابيا جاء الی هارون الرشيد بماء كدر ملح اجاج، كان یظن الـمآء احـلـی مـن شـريب النبات واصفی من ماء الفرات تقرب به الی الخليفة وجعل فتفرس هارون واطـلـع عـلـی داخـلة امره وعلم ان الماء وان يك ملحا فی نفسه ولكنه حلو فی مذاق الاعرابی فمنع الـقـوم عـن هتك سره وافشاء امره لكی ياخذه الندم فيرجع خائبا اسفا و امر بعطية جليلة له واخرجه عـلـی الـحـال مـن بـغداد مخافة ان يقيم بها ويشرب من ماء دجلة فيجد حلاوة فی ذوقه ولطافة فی طعـمـه فيستحی استحياء النادم ويعض بنان السادم فكذلك ارجو انا ايضا يا شيخ يا مولائی ان تنظر الـی مـا ارسـلـت اليـكم من كلام مجين و قول غير متين نظرة يا بدعوه تكشف عنی الغمة وتدركنی بـصـرف الهـمة وبذل النهمة مستعينا بجناب سيد المرسلين ومتمسكا بذيل رحمة العلمين فداه امی وابـی صـلـوات الـلـه وسلام اله واصحابه واجعمين فانتی قد ملكت نفسی الاهواء واحاط بشرا شرا قـلبـی بـلاء لا خـلاق مـن السـداد ولا سبيـل الـی الرشاد قد اخترت علی الاجل عاجلا العجب وان الـعـاجـل ايـضـا كالاجل مفقود رضيت من الجليل بحقير والحقير ايضا ليس بموجود فيا اسفی قد وقعت سهامی كلها عن هدف المقصود و بقيت صفر الكف فی الدنيا والأخره.

كيف الوصول الی معاد ودتها قلل الجبال و دونهن حتوف
والرجل ما فيه ومالی مركب الكف صفر و الطريق مخوف

فها انت يا شيخ **يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ تَـصَدَّقْ عَلَيْنَا اِنَّ الـلّٰـهَ يَجْزِی الْمُتَصَدِّقِيْنَ**☆ وسـلام عـلـی عباده الذين اصطفی من مجاوری حرم المصطفی ﷺ

مولانا حالی کے اس مکتوب کا اردو ترجمہ یوں ہے:

''**خاکسار الطاف حسین چند کلمات اور کچھ ٹوٹے پھوٹے اشعار** قـدوـة السـالـكيـن، زبـدة العـارفين، راس الفقهـاء والـمحدثين ، **اسلام کے ستون سرور دوجہاںؐ کے حرم کے مجاور، رسول کریم ﷺ کے علم کے وارث، مولانا ومرشدنا شاہ عبدالغنی مجددی، نقشبندی، ہندی ومدنی کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے۔''**

مولانا آپ نے سنا ہوگا کہ ایک اعرابی ایک نمکین پانی کا گھڑا لے کر جس کو وہ اپنے خیال میں نہایت شیریں، صاف اور شفاف خیال سمجھتا تھا۔ خلیفہ ہارون الرشید کی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہوا کہ اس کے ذریعہ سے خلیفہ کا تقرب اور خوشنودی حاصل کر سکے، چنانچہ وہ خلیفہ کے دربار میں پہنچا اور وہ پانی اس کی خدمت میں پیش کر دیا۔ خلیفہ

AL-AASAR Journal Vol. 2, No. 1 (2025)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

نے جب پانی کا ایک گھونٹ پیا تو اس کو پتہ چلا کہ یہ پانی نہایت تلخ،نمکین، کڑوا اور گدلا ہے۔خلیفہ ہارون الرشید معاملہ کی تہہ کو پہنچ گیا، اس نے سمجھ لیا کہ خواہ پانی کتنا ہی کڑوا سہی لیکن اعرابی کے خیال میں وہ پانی بڑا شیریں اور مزے دار ہے۔اس نے درباریوں کو منع کر دیا کہ خبردار اس کے سامنے اس بات کا اظہار نہ ہونے پائے۔خلیفہ نے اس کو بیش قرار انعام دینے کا حکم دیا اور ملازمین کو یہ ہدایت کر دی کہ بہ لطائف الحیل اس کو بغدار سے باہر کر دیا جائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ یہاں رہے اور دجلہ کا میٹھا اور شریں پانی پی لے اور اس کو شرمندہ ہونا پڑے۔

اسی طرح اے حضرت میں امید کرتا ہوں کہ آپ میرے اس برے بھلے کلام کو قبولیت کی نظر سے دیکھیں گے۔اس سے اس کے نقص اور عیب دور ہو جائیں گے، آپ تو ان لوگوں میں سے ہیں جو کسی بری چیز کے آگے سے گزرتے ہیں تو شرافت اور سنجیدگی سے گزر جاتے ہیں۔ میں آپ سے اس بات کی بھی درخواست کرتا ہوں کہ آپ سید المرسلین رحمۃللعالمین فداہ ابی وامی کی وساطت سے میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری مشکلات دور فرمائے کیونکہ آج کل مجھے آفات، مصائب اور بلاؤں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جن سے چھٹکارے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، میں نے موت کے مقابلے میں دنیا کو ترجیح دی تھی مگر افسوس کہ موت کی طرح دنیا بھی ہاتھ نہیں آئی۔ میں بڑی چیز کو چھوڑ کو حقیر چیز پر راضی ہو گیا لیکن وہ حقیر چیز بھی نہ ملی۔افسوس کہ میرے سب تیر نشانے سے خالی گئے اور میری وہی حالت ہوئی۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اُدھر کے رہے نہ اِدھر کے رہے

کسی شاعر نے کیا خوب کہا: محبوبہ سعاد سے کس طرح ملنا ہوسکتا ہے۔اس کے راستے میں پہاڑوں کی بلند چوٹیاں حائل ہیں۔ پھر میرے پاؤں بھی ننگے ہیں۔ میرے پاس کوئی سواری بھی نہیں ہے جیب بھی خالی ہے اور راستہ بھی پر خطر ہے۔

مولانا ہمیں ہرطرف سے مصائب نے آگھیرا ہے آپ ہماری مدد کیجیے۔ اور ہمارے خالی پیالوں کو بھر دیجیے۔ سلام علی عبادہ الذین اصطفٰی من مجاوری حرم المصطفٰیﷺ۔[۱۲]

مکتوب (۲)[۱۳]

محررہ: ۱۸۶۶/۶۷ء[۱۴]

بنام حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ[۱۵]

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا و نبینا محمد و الہ وصحبہ اجمعین و بعد فیا ایھا الشیخ یا مولای سلام علیکم ازکی سلام ثم سلام علیکم الف الف سلام قد بلغنی منکم ما کنت ارجوا من بشارۃ القول واجابۃ المامول فشکرا لکم بعد شکر علی ما ادرکتمونی و

AL-AASAR Journal Vol. 2, No. 1 (2025)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

تـدارکتـم بالی من محـاسبة الساعات ومراقبة الاوقات، تالله لقد فزت من الامال بما لا یرجی ونلت بموهبة منکم عظمی ومن مثلکم شیء یسیر، کم فیه من خیر کثیر فانکم الیوم منتهی قصد و قصاری امـل لکل قریب و بعید و شقی وسعید انتم بارض ترابها شفاء الاسقام ومقام کریم لا یحله الا الکرام وانا العبد الذلیل الملتزم بالشر والشین المدعو بالطاف الحسین تجاوز الله عما جنت یدیّ وغفر اللّٰه لی ولوالدی وسلام علی عباده الذین اصطفی من مجاوری حرم المصطفیﷺ [16]

مولانا کے اس مکتوب کا اردو ترجمہ یوں ہے:

''یا مولائی! السلام علیکم، آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ نے اس قصیدہ کو قبول فرمایا۔ آپ کی دعاؤں سے میں ان مقاصد میں کامیاب ہوا ہوں جن میں کامیاب ہونے کی امید نہیں تھی۔ آپ نے مجھے بڑی زبردست بخشش عطا فرمائی ہے آپ تو اس کو بہت معمولی سمجھتے ہیں لیکن میں اس کی قدر وقیمت جانتا ہوں، آج آپ ہی وہ ذات والا صفات ہیں جو مرجع خلائق اور صاحب خیر وبرکت ہیں آپ اس زمین میں جلوہ افروز ہیں جہاں کی مٹی بیماریوں کے لیے اکسیر کا حکم رکھتی ہے اور جہاں رہنے کی سعادت صرف بڑے بڑے نیک لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے گناہوں سے درگزر فرمائے اور مجھے اور میرے والدین کو بخشش عطائے فرمائے۔ والسلام''

مکتوب (۳)[17]

محررہ: ۲۷-۶-۱۸۷۲ء[18]

بنام مرزا اشرف بیگ دہلوی[19]

سلام علیکم سلام غریب بعید الدار مهجور الاوطان والارض طویل اللیل عبوس النهار قد حـل ارضا لا انیس بها ولاصاحب وضاقت علیه بما رحبت فاعیت به المذاهب لا یتمکن من عزمه فیبصر قصده ولا یقدر علی نفسه فیری رشده قد ترکتموه غرضا لسهام الآلام و دریة لطعان الاحزان والاسـقـام وحیداً طریداً باننا بعیداً حزینًا کئیبا قلقاً مکروبا ولکنه مع ما به من الهم والشجی ولحزن والاسـی وکـابة الـفـراق وحـزازة المشتاق ولوعة قلبه ولعوة حبه وشیت بالہ وجزعه وللباله لا یکاد یشـغـله عنکم شاغل ولایحول بینه و بینکم حائل وقد القی ذکرکم بین عینیه لیانس به ویسکن الیه وکلما یبلغه کتاب اوتهب ریح خطاب من عند احد من الاحباب یهیج له شوقا الی شوق ویجشمه مـن الهوی ما لایسعه الطوق فالحمد لله حمد الصابرین الراضین بقضائه کلما قضی الراجین رحمته، عند کل کره وبوسی علی ما قد قیل

اری الصبر محمود عنه ومذاهب   فکیف اذا مالم یکن عنه مذهب

AL-AASAR Journal Vol. 2, No. 1 (2025)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

هو المهرب المنجى لمن احدقت به   نوائب دهر ليس منهن مهرب

فالمرجو منكم يا معاشر الخلاق وخلص الاخوان ان لا تنسوا ما انعم الله عليكم من قريرة اعينكم وسكينة قلوبكم فى محادثة الاحباب سرًّا و جهارًا و مفاكهة الاتراب ليلا ونهارا وأن تجعلوا شكر تلك النعمة ذكرنا ومواساتنا و تدارك ما فاتنا من اخضر عيشنا واطيب حياتنا فلا يشغُلُكم شانٌ عن شاننا ولا يبعدكم بعد ماكننا و من مثلكم نظرة الينا و لو كانت بعد زمان يروى غليل القلب اللهبن واما ما بلغنى اليوم بعد دهر طويل من كتابكم الجزيل امركم الجليل فقد سرنى اشد سرورٍ وصنع بى ما يصنع لقاء المهجور بالمهجور و ستجدون جوابه ان شاء الله رديف هذا الكتاب منه رجاء فى كتابكم المستطاب واما ماسألتم عن بعض اعمال المدارس فقد سألتم عن ظل زائل و رسم دارس والسلام عليكم و على من يحبنا ونحبه ممن لديكم وممن حواليكم[۲۲]

مولانا کے اس مکتوب کا اردو ترجمہ یوں ہے: ایسے شخص کی طرف سے سلام قبول فرمائیں جو مسافرانہ زندگی بسر کر رہا ہے نہ اس جگہ اس کو کوئی انیس ہے اور نہ غم خوار۔ زمین اس لیے تنگ ہوگئی ہے اور آسمان دور ہے اس کے ہر طرف تاریکی ہی تاریکی نظر آتی ہے اس میں یہ بھی طاقت نہیں کہ اپنے واسطے بھلائی کی کوئی راہ تلاش کر سکے۔ آپ لوگوں نے اسے حوادثات زمانہ سے نبرد آزما ہونے کے لیے اکیلا چھوڑ دیا ہے خواہ اس پر انقلابات زمانہ کی کتنی ہی آندھیاں کیوں نہ چلیں خواہ اس کو کتنی ہی مشکلات کیوں نہ درپیش ہوں خواہ اس کو کتنی ہی تکالیف کا سامنا کرنا پڑے خواہ اس کو کتنے ہی غم لاحق ہوں خواہ اس کی کیسی ہی بری حالت کیوں نہ ہو مگر آپ لوگوں کو اس کی ذرا بھی پروا نہیں ہے۔ لیکن اس پر بھی اس کی یہ حالت ہے کہ وہ آپ کو نہیں بھولا اور اکثر اوقات وہ آپ لوگوں کے ذکر سے اپنا دل بہلا لیتا ہے جب کبھی اس کو آپ لوگوں کی طرف سے کوئی خط وغیرہ ملتا ہے یا احباب میں کسی سے خطاب کا شرف حاصل ہو جاتا ہے تو اس کے دل میں محبت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ محبت کی وجہ سے وہ اس قدر تکلیف اٹھاتا ہے جس کی حد نہیں۔

احباب کرام! میں آپ سے صرف گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ دوستوں کا آپس میں خلوص و محبت سے ہنسنا بولنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے۔ اس نعمت کی ناشکر گزاری نہ کرو۔ اس نعمت کی شکر گزاری تم اسی طرح سے کر سکتے ہو کہ ہمیں اپنے دلوں میں یاد رکھا کرو۔ اور ہماری غم خواری کیا کرو۔ نیز مصیبت پڑنے پر حتی الامکان ہماری اس مصیبت کو دور کرنے کی کوشش کیا کرو، یہ نہ ہو کہ دوسرے کاموں کی وجہ سے ہمیں بھلا دو اور دوری کی وجہ سے ہم سے بالکل غافل ہو جاؤ۔

ایک لمبے عرصہ کے بعد آپ کا خط ملا جس سے از حد مسرت حاصل ہوئی اور ایسا معلوم ہوا کہ گویا دو مہجور آپس میں مل گئے ہیں۔ اس خط کا جواب ان شاء اللہ اس خط کے بعد دوں گا۔ آپ نے جو اسکولوں کے احوال کے متعلق پوچھا ہے تو وہ ایک گئی گزری بات ہوئی اب اس کا کیا پوچھنا؟

مکتوب (۴)[۲۱]

محررہ:......[۲۲]

بنام مرزا اشرف بیگ دہلوی[۲۳]

سلام علیکم اعلی سلام من قبل الغریب المستھام و بعد فھذا جواب ما بلغنی من کتابکم المتین و خطابکم الزرین فی لسان عربی مبین فوقع عندی موقعا حسنا و سررت بہ اشد سرور ولکنہ قد وقع فی استجوابہ نحو من التمکث الغیر المعتاد فوالذی نفسی بیدہ ما منعنی منہ الا انہ کان الزمان زمان الفتنۃ والبلاء والمرض والوباء قد انزوت العافیۃ فی الزوایا واحدقت بالبلد انواع البلایا وکان الناس بین صرعی و قتلی فمنھم من لسعتہُ الحمّی ولدغہ الصداع ومنھم من قتلتہ الھیضۃ بذات ا لشفرتین من سیف الاسھال والھواع وکان الجددی العام مزیدا علی ذلك ابتلیتُ بہ صغارھم و کبارھم وذکورھم و اناثھم فھلك من ھلك ونجا من نجا۔ و اما الباقون و انا منھم وقلیل ما ھم فکانوا بین الخائفین والراجین الذین یاتیھم الموت من کل مکان و ماھم بمیتین ولم یزل کان الامر کذلك حتی صار الموت والحیوۃ کفرسی دھان یسبق ھذا تارۃ وتلك اخری[۲۴]

مولانا کے اس مکتوب کا اردو ترجمہ یوں ہے:السلام علیکم یہ اس خط کا جواب ہے جو آپ نے مجھے عربی زبان میں لکھا تھا۔اس خط کو دیکھ کر میں بہت خوش ہوا۔آپ حیران ہوں گے کہ پچھلے عریضہ میں میں نے اس کا جواب کیوں نہیں دیا۔ بات دراصل یہ ہے کہ آج کل سخت فتنہ وفساد، امراض، بلاؤں اور وباؤں کا زمانہ ہے۔قسم قسم کی مصائب اورآفتیں آسمان سے نازل ہو رہی ہیں، کہیں سانپوں کے کاٹے سے لوگ مر رہے ہیں بعض ہیضہ کا شکار ہو رہے ہیں۔ چیچک عام ہے، چھوٹے بڑے مردعورتیں، سب ان بلاؤں میں گرفتار ہیں۔کئی لوگ انہی میں مبتلا ہوکر اس جہان فانی سے کوچ کر چکے ہیں اور باقی جو رہ گئے ہیں، وہ خوف اور رجا کی حالت میں موت کا انتظار کر رہے ہیں۔موت وحیات کی کشمکش گھوڑ دوڑ کی طرح جاری ہے کبھی یہ بڑھ جاتی ہے کبھی وہ۔

مکتوب (۵)[۲۵]

محررہ: نومبر ۱۸۹۱ء[۲۶]

بنام مولوی سید حسین بلگرامی[۲۷]

اقمت معتصما شھرا و ایاما بحبل رافتکم فی حیدر آبادہ
فھذا دعاءٌ وتذکارٌ لنعمتکُم وشکرٌ لاحسانکم یا سید السادہ
ولست بناس طول عمری صنیعکم کذا اجرت بادکار النعمۃ العادہ

و بعد فقد وصلت یا سیدی فی ۳ نومبر یوم الثلثاء بنعمتہ وحسن توفیقہ من بمبئی الی دلی

سالما و غانما و كنت فى بمبئى نزيلا فى منزل صاحبكم الجليل المبجل الممتاز عن الاقران فى المعمورة بالسيرًا العادلة والاخلاق المرضية السیٹھ غلام حسين المنتبزة عن كل شين الذى فى زورته سكينة للقلب وقريره للعين ستين ساعة فعاملنى هذا الفتى معاملة لا تكاد تقع بين الاجانب بل عاشرنى معاشرة لاصحاب بالاصحاب ورافقنى مرافقة لخلان بالخلان وارانى من خصائص المعمودة و عجائبها ومراسيها و مراكبها فوق ما كنت ارجوا ان اريها وله غير ذلك من ا لصناء التى صنع بنا ما لايوصف باللسان ولا يقيه اللفظ ولابيان فياليت شعرى اشكركم اياكم على ما هديتمونى منزل الرجل النبيل ودللتمونى على سواء السبيل الى خوان الخليل ام احمد الرجل على ما اكرمنى واحسن مثواى و اعاننى على ما كنت بصدده من اطلاع احوال المعمودة و بالغ فى حسن الاضافة والقرى ولم ياذن لى بالرحلة من بمبىء الاكرها فوالله لئن كان الاسمعيليون كلهم متخلقين بالاخلاق اخيهم هذا جزمت بان الناجية من الفرق الاسلامية فى الفرقة الاسمعيلية لاغير۔ ثم ان الرجل كان يقول مشتكيا عن جنابكم الرفيع انكم لم تكتبوا كتابا منذ زمان طويل ولم تطلعوه على احوالكم ولم تسئلوا عنه وعن احواله وامرنى اخبركم بذلك واسألكم تداركوا اماناتكم وما على الا البلاغ[۲۸]

مولانا کے اس مکتوب کا اردو ترجمہ یوں ہے:

میں ۳ نومبر کو منگل کے روز بمبئی سے دہلی بخیریت و عافیت پہنچ گیا۔ بمبئی میں سیٹھ غلام حسین کے پاس ٹھہرا ہوا تھا۔ سیٹھ صاحب نے مجھ سے نہایت مہربانی اور الفت کا سلوک کیا جو برتاؤ انہوں نے میرے قیام بمبئی میں میرے ساتھ کیا اس کو دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے اجنبی ہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بڑے گہرے دوست عرصہ کے بعد پھر ملے ہیں۔ میں ان کا کسی طرح بھی شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ اس کے ساتھ میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرنا بے حد ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ نے مجھے ایسے آدمی کا پتہ دیا جو الفت محبت اور مہمان نوازی میں یکتا ہے۔ سیٹھ صاحب مجھے بمبئی سے آنے ہی نہ دیتے تھے۔ بڑے سخت اصرار کے بعد انہوں نے مجھے آنے کی اجازت دی۔ اگر سارے اسمٰعیلی فرقہ کے لوگ اسی طرح حسن اخلاق سے متصف ہیں تو مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ رسول کریم ﷺ نے جس فرقہ ناجیہ کا ذکر فرمایا ہے وہ یہی فرقہ اسمعیلیہ ہے۔ ان کو آپ سے ایک شکایت بھی ہے کہ آپ نے ایک لمبے عرصہ سے ان کو کوئی خط وغیرہ نہیں بھیجا۔ اور اپنے حالات سے اطلاع نہیں دی۔ اور نہ ہی ان کا حال احوال پوچھنے کی تکلیف گوارا فرمائی۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس کوتاہی کی تلافی جلد کریں گے اور ان کو شکایت کا اور کوئی موقع نہیں دیں گے۔

مکتوب (۲)[۲۹]

AL-AASAR Journal Vol. 2, No. 1 (2025)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

محررہ: ۱۸۸۸ء–۱۸۸۹ء[۳۰]

بنام مدیر نحلہ ادبیہ، لندن[۳۱]

قداسة القس الجليل قد وصلني من اول تموز الى آخر تشرين الثانى ثلثة اعداد من جريدتكم الفريدة المسماة بالنحلة الأدبية التى تلوح آثار قبول العالمين من غرتها البيضاء فتمتعت بما فيها من سوانح الاخبار وبدائع الافكار و فوائد اخرى يعجز عن حصرها لسان الاظهار فبعد ما اتشكر غاية التشكر على ما احسنتم الى مثل هذا المسكين بارسال الجريدة اقول انى مع بالى من شده الولع وغاية الحرض على مطالعة النحلة لا استطيع ان اشترك فيها وان مثلى فى الباب كمثل ظمان على راس بئر ما له "دلو" ولا "سبب" يتوصل به الى الماء ولا قلب يصبر على العطش ولكنى اتعهد ان شاء الله بالسعى المقدور فى نشر نفحات النحلة وبركاتها بين ابناء الوطن من الاخوان والخلان وغيرهم من رؤساء ادارت التعليم الذين يعرفوننى ولو بادنى معرفة و اما اغنياء هذه الصفحات من الملوك والامراء الاكابر فليسوا فى شيء من ذوق العلم ومطالعة الجرنالات و تفحص الاخبار وذلك السعى الذى تعهدت به لا يكون منى على شرط عوض من جنابكم بل يكون لمحض اشاعة الخير والبركة بين الناس ولما يقتضيه الاخوة الانسانية من التعاون والتساند هذا و ان كنتم تمنون بعد ذلك بارسال الجريدة فلا يسعنى الايتان بغير التشكرعلى هذا الامتنان باللسان والجنان الا انه فى عزم هذا النحيف على تقدير وصول النحلة فيما بعد ان ابلغ فى كل شهرين او اكثر مرة واحدة بعض الحوادث المهمة الواقعة بهذه الافطار الى حضرتكم بمثل هذه العربية المستهب التى لا تكاد تقع عند اهل اللسان موقعا حسنا او باحدى اللغتين من الفارسية والهندية ان لم يكن على خلاف شرط النحلة ثم لى فى خصوص امر الجريدة كلام اخر لا بد ان ابوح به فى حضرتكم وهو ان ترجمتها بالانكليزية ان كانت مطابقة بكل لفظ لفظ من العربية بحيث لا يبقى لغة من اللغات المؤلدة او المعربة مجهولة غير مفسرة لكان اقرب الى فهم اهل الهند و اوقع فى قلوبهم فان اللغات المتداولة بين ايديهم من الصراح والقاموس وغيرهما ليست بكافلة لجميع ما فى العربية الحالية من الالفاظ القديمة والحديثة وطيء هذه الصحيفة قيمة اخرى بالانكليزية ارجو ان يكون النظر فيها منتجا لبعض النتائج الحسنة۔ والسلام خيرختام[۳۲]

عزت مآب عیسائی راہنما مدیر ''نحلہ ادبیہ''!

مجھے آپ کے منفرد مجلّے "نحلة ادبية" *کے تین شمارے جولائی کے شروع سے لے کر نومبر کے آخر تک وصول ہوئے۔ جس کی ابتدا سے ہی قبولیت کے آثار واضح ہیں۔ میں اس کے جدید افکار اور اچھے واقعات سے لطف*

اندوز ہوا۔ جس کا اظہار زبان کے بس میں نہیں۔ میں آپ کا انتہائی شکرگزار ہوں کہ آپ نے اپنا مجلّہ ارسال کر کے اس فقیر پر احسان کیا۔ عرض ہے کہ 'مجلہ ' کو پڑھنے کی انتہائی حرص اور بہت زیادہ شوقِ مطالعہ کے باوجود میں اس میں شریک نہیں ہوسکتا۔ میری مثال تو اس پیاسے کی سی ہے جو کنویں کے اوپر کھڑا ہے مگر پانی حاصل کرنے کے لیے نہ اس کے پاس ڈول ہے اور نہ رسی، تا کہ وہ پانی تک رسائی حاصل کر سکے۔ اور نہ میرا دل پیاس برداشت کرنے کی ہی طاقت رکھتا ہے۔ مگر میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں، ان شاء اللہ، امکانی حد تک اس مجلّہ کے افکار کو احباب اور اہلِ وطن میں نشر کرنے کی کوشش جاری رکھوں گا۔ اور ایسے لوگوں میں جو تعلیمی مراکز کے ذمہ دار ہیں اور میری ان سے جان پہچان بھی، اگرچہ معمولی بھی ہو۔ لیکن درہم و دینار کے پجاری اور ملوک وسلاطین چونکہ وہ علم کے ذوق سے محروم ہیں اور علمی و ادبی رسالوں کی اہمیت سے بے بہرہ ہیں۔ ایسے لوگوں کو علمی رسالوں سے کوئی غرض نہیں۔ اور میرا یہ وعدہ محض اچھائی کی نشر و اشاعت کے لیے بلا معاوضہ ہے۔ اور انسانی بھائی چارے کا تقاضا تعاون اور ایک دوسرے کا ساتھ دینا ہی ہے۔ اور اگر آپ پھر بھی مجھے یہ ادبی رسالہ بھیجتے ہیں تو میں آپ کو سوائے زبان اور دل کی گہرائیوں سے شکریہ کے علاوہ کوئی بدلہ نہیں دے سکتا، اور میرا عزم ہے کہ آپ کے رسالہ کی وصولی کی صورت میں ہر دو ماہ یا اس سے زیادہ وقت کے بعد اس ملک کے ضروری حالات سے اس ٹوٹی پھوٹی عربی کے ذریعے، جو کہ اہل عرب کے ہاں زیادہ تر پسند نہیں کی جاتی، آگاہ کرتا رہوں۔ یا دونوں زبانوں فارسی یا ہندی (اردو) میں سے ایک کے ذریعے۔ بشرطیکہ یہ چیز آپ کے رسالہ کے قواعد کے خلاف نہ ہو۔ اور ہاں آپ کے ادبی رسالے کے متعلق ایک بات آپ کی خدمت میں ضرور ذکر کرتا ہوں کہ اگر اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں کر دوں خواہ وہ لفظی ہی کیوں نہ ہو۔ تا کہ تمام مشہور زبانوں میں خواہ وہ عربی یا اس سے پیدا شدہ ہو، تو وہ اہل ہند کے فہم کے زیادہ قریب اور دلوں پر اثر دکھانی والی ہے، وہ زبانیں جو اُن میں رائج ہیں خواہ وہ عامی ہوں یا فصیح، وہ موجود عربی زبان کے تمام قدیم و جدید الفاظ کے لیے ناکافی ہیں۔ اس لیے انگریزی زبان میں اس مجلّے کو پیش کرنے کی اور بھی اہمیت ہے۔

مجھے امید ہے کہ ان گزارشات پر غور و فکر بہتر نتائج دے سکتا ہے۔ والسلام خیر ختام[۳۳]

مکتوب (۷)[۳۴]

محررہ: ۱۸۸۸ء-۱۸۸۹ء[۳۵]

بیروت کے ایک فاضل کے نام[۳۶]

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد و اله واصحابه اجمعين و بعد فـانـی قـد سـمـعـت ان المعلم الشهير فانديك الامريكانی النزيل ببيروت رتب سلسلة من الكتب فی العلوم الجديدة وسماها "النقش فی الحجر" وانی اريد شراء جملة الكتب التی تضمنها هذه السلسلة مـن اوّلهـا الـی اٰخـرها وايضا قد سمعت من بعض ثقات الهند الذين قد لاقوكم فی البيروت ان تلك

AL-AASAR Journal Vol. 2, No. 1 (2025)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

السلسلة يمكن وصولها الينا بتوسط جنابكم فاسالكم يا مولينا اننا بای طريق نطبها و كيف نودی ثمنها وهل يمكن ارسالها الى الهند بالطريقة التى جرت فى سائر الممالك الانكليزة وهی اهالی البوسطة يبلغون الاشياء الى المكتوب اليهم بعد اخذ الثمن ويدفعون الثمن الى المالك ويسمون هذه الطريقة بانكليزية "ويليوپے ایبل" وترجمته بالعربية (مايجب اداء ثمنه) فعندما يصل الينا الجواب من عند حضرتكم الجليلة نطلب تلك السلسلة الجديدة بالطريقة التى تصفونها لنا۔ والسلام خير ختام[۳۷]

مولانا کے اس مکتوب کا اردو ترجمہ یوں ہے: عرض ہے کہ میں نے سنا ہے کہ مشہور امریکی پروفیسر خاندیک مقیم بیروت نے علوم جدیدہ کے بارے میں کتابوں کا ایک سلسلہ مرتب کیا ہے اور اس سلسلہ کا نام 'النقش فی الحجر' رکھا ہے۔ میں اس سلسلہ کی سب کتابیں خریدنا چاہتا ہوں میں نے ہندوستان میں بعض معتبر آدمیوں سے جو بیروت میں آپ سے مل چکے ہیں سنا ہے کہ یہ کتابیں آپ کی وساطت سے مل سکتی ہیں، براہ کرم آپ مجھے لکھیں کہ کس طرح سے کتابیں ہمارے پاس پہنچ سکتی ہیں اور کس طرح سے ان کی قیمت ادا کی جائے۔ انگریزی ممالک میں یہ قاعدہ ہے کہ اگر ایسی صورت ہوتی ہے تو ڈاک خانہ والے مکتوب الیھم سے قیمت وصول کر کے وہ پارسل ان کے حوالے کر دیتے ہیں اور قیمت بھیجنے والے کو روانہ کر دیتے ہیں۔ اس سسٹم کا نام ویلیو پے ایبل (جس کی قیمت ادا کرنا ضروری ہو) ہے کیا آپ اس طریق سے کتابیں نہیں بھیج سکتے؟ بہرحال جو طریقہ ہو اس سے جلد مطلع فرمائیں۔ جو طریقہ آپ بتائیں گے اسی طرح سے یہ سلسلہ منگوا لیا جائے گا۔ والسلام خیر ختام۔

خلاصہ بحث

مولانا الطاف حسین حالی کے یہ سات خطوط عربی نثر نگاری کا عمدہ نمونہ ہیں۔ ان میں فصیح عربی زبان استعمال کی گئی ہے، البتہ ان میں کتابت کی بہت سی اغلاط سامنے آئیں جن کی حتی الامکان اصلاح کر دی گئی ہے، تاہم ان اغلاط کی نشاندہی نہیں کی گئی تا کہ ان مکاتیب کا تسلسل متاثر نہ ہو۔

ان خطوط کے ترجمے میں الفاظ کی پاسداری نہیں کی گئی بلکہ ترجمے میں مفہوم کو اِختصار کے ساتھ پیش کر دیا گیا ہے، مثلاً پہلے مکتوب میں آنے والی آیت **يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ** کا ترجمہ یوں کیا گیا:

''ہمیں ہر طرف سے مصائب نے آ گھیرا ہے آپ ہماری مدد کیجیے۔ اور ہمارے خالی پیالوں کو بھر دیجیے۔''

حالانکہ یہ آیت کا ترجمہ نہیں بلکہ مدعا ہے، آیت کا ترجمہ یہ ہے:

''اے عزیز! ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو تکلیف پہنچی ہے اور ہم حقیر سی پونجی لے کر آئے ہیں، تو ہمارے لیے ماپ پورا دے دیجیے اور ہم پر صدقہ کیجیے، یقیناً اللہ صدقہ کرنے والوں کو جزا دیتا ہے۔''

AL-AASAR Journal | Vol. 2, No. 1 (2025)
Quarterly Research Journal | Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com | Print ISSN: 3006-6921

ان مکاتیب کے آغاز و اختتام کے دعائیہ جملوں کا ترجمہ بھی چھوڑ دیا گیا ہے، یا انھیں بعینہ (بغیر اردو ترجمے کے) ترجمہ میں ذکر کر دیا گیا ہے، جیسا کہ درجِ ذیل بیانات سے واضح ہوتا ہے:

پہلے خط کے الفاظ سلام علی عبادہ الذین اصطفٰی من مجاوری حرم المصطفٰیﷺ، **دوسرے مکتوب کے ابتدائی الفاظ** الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا و نبینا محمد و الہ وصحبہ اجمعین و بعد فیا ایھا الشیخ ،**اور اختتامی الفاظ** وسلام علی عبادہ الذین اصطفی من مجاوری حرم المصطفیﷺ، **خط۳ کا آخری حصہ** والسلام علیکم و علی من یحبنا ونحبہ ممن لدیکم وممن حوالیکم ،**مکتوب۴ کے ابتدائی الفاظ** سلام علیکم اعلی سلام من قبل الغریب المستھام و بعد ،**مکتوب۵ کے درجِ ذیل ابتدائی ابیات**

اقمت معتصما شھرا و ایاما　　　بحبل رافتکم فی حیدر اٰبادہ

فھذا دعاءٌ وتذکارٌ لنعمتکُم　　　وشکرٌ لاحسانکم یا سید السادہ

ولست بناس طول عمری صنیعکم　　　کذا اجرت بادکار النعمۃ العادہ

(حیدرآباد میں مَیں نے ایک ماہ اور کچھ دن آپ کی شفقت کی رسی کو تھامے رکھا،محترم المقام !یہ میری طرف سے دعا ہے اور آپ کی نعمت کی یادگیری اور آپ کے احسان کا شکر ہے۔مَیں آپ کی کارگزاری (حسنِ سلوک) کو ساری زندگی فراموش نہیں کر سکتا، نیکی کا بدلہ اسی طرح نیکی کو یاد رکھ کر عموماً دیا جاتا ہے۔)

نیز اس مکتوب کے آخری کلمات انکم لم تکتبوا کتابا منذ زمان طویل ولم تطلعوہ علی احوالکم ولم تسئلوا عنہ وعن احوالہ وامرنی اخبرکم بذلك واسألکم تدارکوا اماناتکم وما علی الا البلاغ **اور مکتوب۷ کے ابتدائی الفاظ** الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد و الہ واصحابہ اجمعین و بعد ،**اور آخری الفاظ** والسلام خیر ختام۔

ان مکتوبات کے بعض نقطہ ہائے نظر بھی محل نظر ہیں، مثلاً مکتوب۵ میں اسماعیلیوں کے بارے میں مولانا حالی کی رائے وغیرہ۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ صدیقی، افتخار احمد، پرفیسر،: کلیاتِ نظم حالی، مجلس نشریاتِ اسلام، کراچی، ص:۱۷

۲۔ حالی، الطاف حسین، مولانا،: سوانح عمری، مجلس ترقی ادب، لاہور، ص:۱

۳۔ حالی، الطاف حسین، مولانا،: مثنویاتِ حالی، (تقدیم: مرتضٰی حسین فاضل)، ناشر احمد علی شیخ، لاہور، ص:۱۰

۴۔ مثنویاتِ حالی، ص:۴۴، ۱۰۴

۵۔ حالی، الطاف حسین، مولانا،: دیوانِ حالی، (مرتب: فرحت صبا)، خیام پبلشرز، اردو بازار، لاہور، ص:۵۲

۶۔ رام بابو سکسینہ،: تاریخِ ادبِ اردو، مکتبہ عالیہ، انارکلی، لاہور، ص:۴۷۳

۷۔ مثنویاتِ حالی، ص:۲۱

۸۔ اس مکتوب کے ہمراہ جناب شاہ عبد الغنی کی خدمت میں قصیدہ مدینہ منورہ بھیجا گیا تھا۔ضمیمہ کلیات نظم حالی میں اس مکتوب کے آغاز میں درج ہے کہ ضراعت نامہ موسومہ اعلی حضرت مولانا ومقتدانا شاہ عبد الغنی قدس سرہ کہ با قصیدہ بائیہ در مدینہ منورہ ارسال داشتہ بود۔

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

۹۔ اس مکتوب پر تاریخ اور سن تحریر درج نہیں ہے لیکن مولانا نے ضمیمہ کلیات نظم حالی کی تمہید میں ص ۴ پر اشارہ کیا ہے کہ انہوں نے شاہ عبد الغنی قدس سرہ کی خدمت میں قصیدہ تقریباً ۱۲۸۳ھ میں مدینہ منورہ بھیجا تھا۔ عیسوی تقویم کے اعتبار سے ۱۶ مئی ۱۸۶۶ء کو ہجری سال ۱۲۸۳ کا آغاز ہوا تھا۔ اندازہ ہے کہ یہ مکتوب ۱۸۶۶ء کے آخر میں لکھا گیا ہوگا۔

۱۰۔ اس مکتوب کو شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے بھی مکاتیب حالی کے صفحات ۱۳۵ تا ۱۴۰ پر قصیدہ کے ساتھ شامل کیا ہے لیکن انہوں نے اس کے ماخذ کی طرف کسی قسم کا اشارہ نہیں کیا۔ ضمیمہ کلیات نظم حالی مولانا حالی کی حیات (یعنی اگست ۱۹۱۴ء) میں شائع ہوئی تھی اور مرتب مکاتیب حالی اس سے بخوبی آگاہ تھے۔ کیونکہ انہوں نے مکاتیب حالی کے پیش لفظ (ص ۹) میں لکھا ہے کہ: ''۱۹۲۴ء میں میں نے مخدومی خواجہ سجاد حسین صاحب (فرزند ارجمند مولانا حالی مرحوم) کے ارشادات کے ماتحت ان کے محترم والد کے خطوط کا ایک ضخیم مجموعہ مرتب کیا تھا جو دو جلدوں میں حالی پریس سے چھپ کر شائع ہو چکا ہے......'' اور اسی مجموعہ یعنی مکتوبات حالی کے ص ۷ کے پاورق پر مولف کی طرف سے وضاحت موجود ہے کہ یہ فارسی اور عربی کلام مولانا حالی مرحوم نے انتقال سے پہلے ضمیمہ کلیات اردو کے نام سے شائع کر دیا تھا لہٰذا شیخ صاحب اپنے مرتبہ مجموعہ مکاتیب حالی میں شامل کردہ فارسی اور عربی مکتوبات کے ماخذ کی جانب اشارہ فرما دیتے تو مناسب ہوتا۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ حالی پریس سے مکتوبات حالی ۱۹۲۴ء میں نہیں بلکہ ۱۹۲۵ء میں شائع ہوئے تھے اور ان پر مولف کے طور پر خواجہ سجاد حسین کا نام درج ہے نہ کہ شیخ صاحب کا۔ البتہ حصہ اول کے آخری صفحہ (۲۰۷) پر لکھا جانا کہ رقم زدہ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی اور حصہ دوم کے آخری صفحہ (۴۵۷) پر درج ہونا کہ کتبہ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی اس بات کا ثبوت ہے کہ مکتوبات حالی کی کتابت شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے کی تھی اور اس لحاظ سے وہ خواجہ سجاد حسین کے شریک کار رہے تھے۔

☆ یوسف: ۱۲/ ۸۸

۱۱۔ ضمیمہ کلیات نظم حالی، تحفہ ہند پریس، دہلی، ۱۳۳۲ھ ص ۱۲۹، ۱۳۰

۱۲۔ عربی مکتوبات کا یہ ترجمہ مکاتیب حالی مرتبہ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی، صفحات ۱۵ تا ۱۶۴ سے ماخوذ ہے۔ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے پیش لفظ میں صفحہ ۱۰ پر ذکر کیا ہے کہ یہ ترجمہ محمد احمد (مولوی فاضل) نے کیا تھا۔

۱۳۔ حضرت شاہ عبد الغنی کی خدمت میں مولانا حالؔی نے یہ مکتوب ان کی جانب سے مولانا کے خط اور قصیدے کی رسید بھیجنے پر شکریہ ادا کرنے کے لیے لکھا۔

۱۴۔ اس مکتوب پر تاریخ اور سن تحریر درج نہیں ہے لیکن مولانا نے ضمیمہ کلیات نظم حالی کی تمہید میں (ص ۴ پر) اشارہ کیا ہے کہ انہوں نے شاہ عبد الغنی کی خدمت میں قصیدہ تقریباً ۱۲۸۳ھ میں مدینہ منورہ بھیجا تھا۔ عیسوی تقدیم کے اعتبار سے ۱۶ مئی ۱۸۶۶ء کو ہجری سال ۱۲۸۳ کا آغاز ہوا تھا۔ اندازہ ہے کہ مولانا نے مکتوب الیہ کے نام اپنا پہلا مکتوب، قصیدہ کے ہمراہ ۱۸۶۶ء کے آخر میں لکھا تھا۔ اس لیے اندازہ ہے کہ یہ مکتوب ۱۸۶۶ء کے آخر یا ۱۸۶۷ء کے آغاز میں لکھا گیا ہوگا۔

۱۵۔ اس مکتوب کو شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے بھی مکاتیب حالی کے صفحہ ۱۴۱ پر شامل کیا ہے لیکن انہوں نے اس کے ماخذ کی طرف کسی قسم کا اشارہ نہیں کیا۔ ضمیمہ کلیات نظم حالی مولانا حالی کی حیات میں شائع ہوئی تھی اور مرتب مکاتیب حالی اس سے بخوبی آگاہ تھے۔

۱۶۔ ضمیمہ کلیات نظم حالی، ص ۱۳، ۱۳۱

۱۷۔ مرزا اشرف بیگ دہلوی مولانا حالی کے قریبی دوستوں میں سے تھے۔ مکتوب کا مضمون بھی اس پر دال ہے کہ مولانا کا ان سے محبت اور دوستی کا تعلق کس قدر گہرا تھا۔ ان ہی کی فرمائش پر مولانا نے مرزا الٰہی بخش کی شادی پر مبارک باد دیتے ہوئے عربی نظم کہی تھی جو 'ضمیمہ کلیات نظم حالی' میں صفحہ ۱۲۳، ۱۲۴ پر شامل ہے۔

۱۸۔ اس مکتوب پر تاریخ اور سن تحریر درج نہیں ہے۔ مولانا کا تعلق ۱۸۶۳ء میں شیفتہ سے ہوا اور یہیں سے ان میں عربی اور فارسی لکھنے کا ذوق پیدا ہوا۔ شیفتہ کے ہاں آٹھ نو برس گزارے اور پھر ان کی وفات کے بعد مولانا کو پنجاب بک ڈپو لاہور میں ملازمت مل گئی،

انہوں نے تقریباً چار برس تک لاہور میں کام کیا۔ کیونکہ مولانا نے یہ مکتوب لاہو سے تحریر کیا تھا اس لیے اندازہ ہے کہ یہ ۱۸۷۲ء اور ۱۸۷۶ء کے درمیان لکھا گیا ہوگا۔

۱۹۔ اس مکتوب کو شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے بھی مکاتیب حالی کے صفحہ ۱۴۱ تا ۱۴۳ پر شامل کیا ہے لیکن انہوں نے اس کے ماخذ کی طرف کسی قسم کا اشارہ نہیں کیا۔

۲۰۔ ضمیمہ کلیات نظم حالی، ص ۱۳۱، ۱۳۲

۲۱۔ مرزا اشرف بیگ دہلوی کے نام مولانا کا یہ دوسرا مکتوب جو ضمیمہ کلیات نظم حالی میں شامل ہے۔ کتاب کے پاورق پر مولانا نے اس کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ اس خط کا آخری حصہ تلف ہو گیا۔ اس لیے ناتمام حالت میں ہی چھپوا دیا گیا۔ حالی۔

۲۲۔ اس مکتوب پر تاریخ اور سن تحریر درج نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا سے مکتوب الیہ کی کافی خط و کتابت رہی تھی۔ اس مکتوب میں وباء اور بیماریوں کا ذکر موجود ہے لیکن اس سے بھی درست اندازہ لگانا ممکن نہیں کیونکہ اس زمانے میں وبائی بیماریوں کی کثرت رہتی تھی اور پھر یہ ایک نامکمل تحریر ہے۔ لیکن مکتوب الیہ کے نام مولانا کے پہلے مکتوب کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ یہ ۱۸۷۶ء کے بعد کی تحریر ہے۔

۲۳۔ اس مکتوب کو شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے بھی مکاتیب حالی کے صفحہ ۱۴۴ پر شامل کیا ہے لیکن انہوں نے اس کے ماخذ کی طرف کسی قسم کا اشارہ نہیں کیا۔

۲۴۔ ضمیمہ کلیات نظم حالی، ص ۱۳۲، ۱۳۳

۲۵۔ مولانا حالی نے سرسید احمد خان اور دوسری شخصیات کے ہمراہ چندہ مہم کے سلسلہ میں حیدرآباد کا سفر کیا اور براستہ بمبئی واپس آئے بمبئی میں نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی کے دیرانہ دوست سیٹھ غلام حسین کی میزبانی سے لطف اندوز ہوئے۔ اس مکتوب میں انہوں نے نواب عماد الملک کو اس سے آگاہ کیا تھا۔

۲۶۔ ضمیمہ کلیات نظم حالی، ص ۱۳۳، ۱۳۴

۲۷۔ اس مکتوب پر تاریخ اور سن تحریر درج نہیں ہے۔ مولانا نے سرسید احمد خان کی قیادت میں وفد کے ہمراہ ۱۸۹۱ء کے آخر میں حیدرآباد کا کامیاب دورہ کیا تھا۔ مولانا حالی کے مکتوب بنام خواجہ سجاد حسین (محررہ ۱۶ نومبر ۱۸۹۱ء) میں حیدرآباد سے واپسی کا ذکر موجود ہے۔ اس کے علاوہ اس عربی مکتوب میں مولانا نے ۳ نومبر بروز منگل واپسی کا ذکر ہے۔ کیلنڈر کی رو سے ۱۸۹۱ء کے ۳ نومبر کو منگل کا دن تھا۔ اندازہ ہے کہ مولانا نے یہ مکتوب نومبر کے پہلے ہفتہ میں لکھا تھا۔

۲۸۔ اس مکتوب کو شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے بھی مکاتیب حالی کے صفحہ ۱۴۵ تا ۱۴۶ پر شامل کیا ہے لیکن انہوں نے اس کے ماخذ کی طرف کسی قسم کا اشارہ نہیں کیا۔

۲۹۔ لندن سے ایک ادبی ماہوار رسالہ نحلہ ادبیہ کے نام سے جاری ہوتا تھا۔ مدیر رسالہ نے مولانا کے نام اس کے کچھ شمارے بجھوائے جس پر مولانا نے یہ مکتوب تحریر کیا۔

۳۰۔ ضمیمہ کلیات نظم حالی، ص ۱۳۴-۱۳۶

۳۱۔ اس مکتوب پر تاریخ اور سن تحریر درج نہیں ہے۔ لیکن ضمیمہ کلیات نظم حالی میں سرسید احمد خان پر مولانا کا ایک طویل عربی مضمون جملة صالحة کے نام سے صفحات ۱۴۲ تا ۱۵۶ پر موجود ہے اور اس کے پاورق پر مولانا کی وضاحت موجود ہے کہ: تقریباً ۲۵-۲۶ برس گزرے ہوں گے کہ لندن سے ایک ماہوار عربی رسالہ موسوم بہ نحلہ ادبیہ جاری ہوا تھا۔ جس کے چند پرچے مدیر رسالہ مذکور نے میرے نام بھی بھیجے تھے۔ اور میں نے بجائے قیمت ادا کرنے کے اس کی قلمی اعانت کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ ایک آرٹیکل مرحوم سرسید احمد خان کے حالات اور ان کی ملی و قومی خدمات پر اپنی ٹوٹی پھوٹی عربی میں ......'' ضمیمہ کلیات نظم حالی اگست ۱۹۱۴ء میں شائع ہوئی تھی اور مولاناؒ نے مدیر سے ۲۵۔۲۶ برس پہلے رابطے کا ذکر کیا ہے۔ گویا یہ مکتوب ۱۸۸۸ء یا ۱۸۸۹ء کی تحریر ہے۔

۳۲۔ اس مکتوب کو شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے بھی مکاتیب حالی کے صفحہ ۱۴۷ تا ۱۴۸ پر شامل کیا ہے لیکن انہوں نے اس کے ماخذ کی طرف کسی قسم کا اشارہ نہیں کیا۔

۳۳۔ اس مکتوب کا ترجمہ دستیاب نہیں ہو سکا، اس کا اردو ترجمہ مقالہ نگار نے بعض احباب کی معاونت سے خود تحریر کیا ہے۔(شہباز حسن)

۳۴۔ مولانا حالی نے یہ مکتوب بیروت کے کسی دانشور کو لکھا تھا لیکن اتفاق سے وہ ان کا نام خود بھی بھول چکے تھے۔ مکتوب کے آغاز پر مولانا کی یہ تحریر موجود ہے کہ ''بنام بعضے از اہل علم کہ در بیروت مقیم بودند و نام ایشاں فراموش شدہ۔''

۳۵۔ اس مکتوب پر تاریخ اور سن تحریر درج نہیں ہے۔ لیکن ''ضمیمہ کلیات نظم حالی'' میں اس کی تاریخ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۳۶۔ اس مکتوب کو شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے بھی مکاتیب حالی کے صفحہ ۱۴۹ تا ۱۵۰ پر شامل کیا ہے لیکن انہوں نے اس کے ماخذ کی طرف کسی قسم کا اشارہ نہیں کیا۔

۳۷۔ ضمیمہ کلیات نظم حالی، ص ۱۳۴-۱۳۶